فکر آخرت

17-April-2023

اجتماع شب قدر کا بیان

(For Islamic Brothers)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ ط

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحٰبِكَ یَاحَبِیْبَ اللہ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَانَبِیَّ اللہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحٰبِكَ یَانُوْرَ اللہ

نَوَیْتُ سُنَّتَ الْاِعْتِکَاف (ترجمہ: میں نے سُنّت اعتکاف کی نِیَّت کی)

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! جب کبھی داخلِ مسجد ہوں، یاد آنے پر اِعتِکاف کی نِیَّت کرلیا کریں کہ جب تک مسجد میں رہیں گے اِعتِکاف کا ثَواب مِلتا رہے گا۔ **یادرکھئے!** مسجد میں کھانے، پینے، سونے یا سَحَری، اِفطاری کرنے، یہاں تک کہ آبِ زم زم یا دَم کیا ہوا پانی پینے کی بھی شَرعاً اِجازت نہیں، اَلبتَّہ اگر اِعتِکاف کی نِیَّت ہو گی تو یہ سب چیزیں جائز ہوں گی۔ اِعتِکاف کی نِیَّت بھی صِرف کھانے، پینے یا سونے کے لئے نہیں ہونی چاہئے بلکہ اِس کا مقصد اللہ کریم کی رِضا ہو۔ **"فتاوٰی شامی"** میں ہے: اگر کوئی مسجد میں کھانا، پینا، سونا چاہے تو اِعتِکاف کی نِیَّت کرلے، کچھ دیر ذِکرُ اللہ کرے، پھر جو چاہے کرے (یعنی اب چاہے تو کھا پی یا سو سکتا ہے)

درودِ پاک کی فضیلت

اَمیرُ الْمُؤمِنِین حضرت عمر بن خطّاب رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فرماتے ہیں:

اِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوْفٌ بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ لَا یَصْعَدُ مِنْہُ شَیْءٌ حَتّٰی تُصَلِّیَ عَلٰی نَبِیِّكَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

یعنی بے شک دُعا زمین و آسمان کے درمیان ٹھہری رہتی ہے اور اُس سے کوئی چیز اُوپر

کی طرف نہیں جاتی، جب تک تم اپنے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر دُرُودِ پاک نہ پڑھ لو۔
(ترمذی، کتاب الوتر، باب ماجآء فی فضل الصلوة...الخ، ۲/ ۲۸، حدیث: ۴۸۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

بَیان سُننے کی نیّتیں

فرمانِ مصطفےٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: اَفْضَلُ الْعَمَلِ اَلنِّیَّۃُ الصَّادِقَۃُ سچی نیت سب سے افضل عمل ہے۔[1] **اے عاشقانِ رسول!** ہر کام سے پہلے اچھی اچھی نیتیں کرنے کی عادت بنائیے کہ اچھی نیت بندے کو جنت میں داخِل کر دیتی ہے۔ بیان سننے سے پہلے بھی اچھی اچھی نیتیں کر لیجئے! مثلاً نیت کیجئے! ☜ عِلْم سیکھنے کے لئے پورا بیان سُنوں گا ☜ با اَدب بیٹھوں گا ☜ دورانِ بیان سُستی سے بچوں گا ☜ اپنی اِصلاح کے لئے بیان سُنوں گا ☜ جو سُنوں گا دوسروں تک پہنچانے کی کوشش کروں گا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! یقیناً یہ دنیا عمل کی جگہ ہے اور آخرت بدلے کا دن، یہاں جو جیسا عمل کرے گا آخرت میں ویسا ہی بدلہ اسے ملے گا، یقیناً سعادت مند ہیں وہ لوگ جو دُنیا میں رہ کر آخرت کی تیاری میں مصروف رہتے ہیں اور آخرت کے لیے نیک اعمال کا تحفہ لے کر جاتے ہیں۔ آیئے! آج کے اس ہفتہ وار سُنّتوں بھرے اجتماع میں ہم فکرِ آخرت کے تعلق سے نصیحت و عبرت سے معمور واقعات، بزرگانِ دین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کے فکر کو بیدار کرنے والے ارشادات سنتے ہیں۔ آیئے! پہلے ایک ایمان افروز واقعہ

323

[1] ... جامع صغیر، صفحہ: 81، حدیث: 1284۔

سنتے ہیں، چنانچہ

فکرِ آخرت کے لئے کوئی نہیں روتا

مکتبۃ المدینہ کی کتاب **"عیون الحکایات"** حِصّہ اوّل صفحہ نمبر 137 پر لکھا ہے:

حضرت یزید بن صَلْت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں:ایک مرتبہ میں اپنے ایک عابد و زاہد دوست سے ملنے بَصْرہ گیا۔ جب میں ان کے گھر پہنچا تو دیکھا کہ ان کی حالت بہت نازُک ہے اور شِدَّتِ مرض سے مرنے کے قریب ہیں، ان کے بچے، زَوْجہ اور ماں باپ آس پاس کھڑے رو رہے ہیں اور سب کے چہروں پر مایوسی ظاہر ہے۔ میں نے جاکر سلام کیا اور پوچھا: آپ اس وَقْت کیا محسوس کر رہے ہیں؟ یہ سُن کر میرے وہ دوست کہنے لگے: میں اس وَقْت ایسا محسوس کر رہا ہوں جیسے میرے جسم کے اَندر چیونٹیاں گُھوم پھر رہی ہوں۔ اتنی دیر میں ان کے والد رونے لگے تو میرے دوست نے پوچھا: اے میرے مہربان باپ! آپ کو کس چیز نے رُلایا؟ کہنے لگے: میرے لال! تیری جُدائی کا غم مجھے رُلا رہا ہے، تیرے مَرنے کے بعد ہمارا کیا بنے گا۔ پھر ان کی ماں، بچے اور زَوْجہ بھی رونے لگے۔ میرے دوست نے اپنی والدہ سے پوچھا: اے میری مہربان ماں! تم کیوں رو رہی ہو؟ ماں نے جواب دیا: میرے جِگر کے ٹکڑے! مجھے تیری جُدائی کا غَم رُلا رہا ہے، میں تیرے بِغیر کیسے رہ پاؤں گی۔ پھر اپنی بیوی سے پوچھا: تمہیں کس چیز نے رونے پر مجبور کیا؟ اس نے بھی کہا: میرے سر تاج! آپ کے بِغیر ہماری زِندگی دشوار ہو جائے گی، جُدائی کا غَم میرے دل کو گھائل کر رہا ہے، آپ کے بعد میرا کیا بنے گا؟ پھر اپنے روتے ہوئے بچوں کو قَریب بُلایا اور

پوچھا: میرے بچو! تمہیں کس چیز نے رُلایا ہے؟ بچے کہنے لگے: آپ کے وِصال کے بعد ہم یتیم ہو جائیں گے، ہمارے سر سے باپ کا سایہ اُٹھ جائے گا، آپ کے بعد ہمارا کیا بنے گا؟ آپ کی جُدائی کا غَم ہمیں رُلا رہا ہے۔ ان سب کی یہ باتیں سُن کر میرے دوست نے کہا: مجھے بٹھا دو۔ جب اُنہیں بٹھا دیا گیا تو گھر والوں سے کہنے لگے: تم سب دُنیا کے لئے رو رہے ہو۔ تم میں سے ہر شخص میرے لئے نہیں بلکہ اپنا فائدہ خَتم ہو جانے کے خَوف سے رو رہا ہے، کیا تم میں سے کوئی ایسا بھی ہے جسے اس بات نے رُلایا ہو کہ مرنے کے بعد قَبْر میں میرا کیا حال ہو گا، عنقریب مجھے گھبراہٹ دینے والی اندھیری قبر میں چھوڑ دیا جائے گا، کیا تم میں سے کوئی اس بات پر بھی رویا کہ مجھے مرنے کے بعد مُنْکَر نَکِیْر سے واسطہ پڑے گا؟ کیا تم میں سے کوئی اس خَوف سے بھی رویا کہ مجھے میرے ربِّ کریم کے سامنے (حساب وکتاب) کے لئے کھڑا کیا جائے گا، تم میں سے کوئی بھی میری اُخْروی پریشانیوں کی وَجہ سے نہیں رویا بلکہ ہر ایک اپنی دُنیا کی وَجہ سے رو رہا ہے، پھر ایک چیخ ماری اور ان کا وِصال ہو گیا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

اے عاشقانِ رسول! بیان کردہ حِکایت میں اس عابد و زاہد شخص نے اپنے گھر والوں کے ساتھ ساتھ ہمیں بھی فِکرِ آخرت کا کیسا پیارا ذِہن دیا۔ واقعی ہمیں یہ سوچنا چاہیے کہ دُنیوی نِعمتوں کے چِھن جانے پر تو ہم خوب روتے ہیں، کیا کبھی اپنے بُرے اَعمال کے سبب جنَّت کی نعمتیں نہ ملنے اور دوزخ کے دَرْدناک عذاب کے حَق دار بننے کے خوف

سے بھی رونا آیا؟، دُنیوی نعمتیں حاصل کرنے کے لیے تو ہم خُوب کوشش کرتے ہیں کیا کبھی جنّت کی نعمتیں پانے کیلئے نَفْس کی مُخالَفَت کرتے ہوئے نیک اَعمال کیلئے بھی کوشش کی ؟دُنیا میں اگر کوئی ہمارا امتحان لیتا ہے تو ہمارے پسینے چُھوٹ جاتے ہیں، جواب یاد ہونے کے باوجود گھبراہٹ کے سبب جَواب بُھول جاتے ہیں، کیا کبھی قَبْر و حَشْر کے اِمتحان کے خَوف سے بھی لَرزاطاری ہوا یا کبھی اس اِمتحان کی تیاری کا ذِہن بنا؟ یاد رکھئے! یہ دنیا اور اس کی تمام نعمتیں عارضی ہیں۔ لہٰذا دُنیا کی ان عارضی سہولیات اور نِعمتوں سے لُطف اُٹھانے کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی ذِہن میں بٹھالینی چاہیے کہ آخرت میں ان سب نعمتوں کا حساب بھی دینا ہو گا۔ صرف کھانے پینے یا استعمال کی ضَروری چیزوں کے بارے میں ہی پوچھ گچھ نہیں ہو گی بلکہ اعمال کے بارے میں بھی پوچھا جائے گا اور ہمیں ہر ہر عمل کا حساب دینا ہو گا۔ لہٰذا کوئی بھی کام کرنے سے پہلے لَمحَہ بھر کے لیے یہ ضَرور سوچنا چاہیے کہ میں جس کام کو کرنے کا اِرادہ رکھتا ہوں اس میں میری آخرت کا فائدہ بھی ہے یا نہیں کیونکہ فُضُول اور بے کار کام کرنے پر آخرت میں میری پکڑ ہو سکتی ہے۔

یاد رہے! قیامت کے دن جسم کے اَعضاء کے بارے میں بھی سُوال ہو گا جن سے لوگ بِلا جھجک دن رات ڈھیروں گُناہ کرتے ہیں۔ جیسے آنکھ کہ لوگ اس سے اللہ پاک کی نافرمانی والے بہت سے کام کرتے ہیں۔ بد نگاہی کرتے ہیں، فلمیں ڈرامے دیکھتے ہیں، بے حیائی والے مَناظر سے لُطف اُٹھاتے ہیں وغیرہ۔ اسی طرح کئی لوگوں کے کان بھی حَرام سننے میں مَصرُوف رہتے ہیں، یوں کہ وہ لوگ رات گانے باجے، فُضُول اور بے حیائی والے لطیفے، غیبت و چُغلی اور کسی کے عُیُوب کو سُننے جیسے گُناہ کرتے ہیں۔ اسی طرح بعض لوگوں کا

دل بُرے خیالات ، بُغض و کینہ، حَسد و غیرہ جیسی باطِنی بیماریوں کا عادی ہوتا ہے۔ لہٰذا سمجھدار وہی ہے جو آخِرت کے حِساب و کتاب سے ڈَرتے ہوئے اپنے اَعضاء کو گُناہوں سے بچانے میں کامیاب ہو جائے ورنہ قِیامت کے دن جب ان اَعضا کے بارے میں پوچھا جائے گا تو ہمارے پاس اس کا کوئی جواب نہ ہو گا۔ اللہ کریم قرآنِ پاک میں پارہ 15 سورہ بنی اسرائیل کی آیت نمبر 36 میں ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ السَّمْعَ وَ الْبَصَرَ وَ الْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓىٕكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ﴿۳۶﴾ (پ۱۵، بنی اسرائیل: ۳۶)

ترجمۂ کنزالعرفان: بیشک کان اور آنکھ اور دل ان سب کے بارے میں سُوال کیا جائے گا۔

بیان کردہ آیتِ کریمہ کے تَحت تفسیرِ قُرطبی میں ہے: ان میں سے ہر ایک سے اس کے اِستعمال کے بارے میں سُوال ہو گا، چُنانچہ دل سے پوچھا جائے گا کہ اس کے ذَریعے کیا سوچا گیا اور پھر کیا سوچ رکھی گئی جبکہ آنکھ اور کان سے پوچھا جائے گا تمہارے ذَریعے کیا دیکھا اور کیا سُنا گیا۔ (تفسیر قرطبی، ۱۳۹/۲۰)

علامہ سَیِّد محمود آلُوسی بَغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: یہ آیت اس بات پر دَلیل ہے کہ آدمی کے دل کے کاموں پر بھی اس کی پکڑ ہو گی، مَثَلاً کسی گُناہ کا پکّا اِرادہ کر لینا یا دل کا مُختلف بیماریوں مَثَلاً کینہ، حَسد اور خُود کو اچھا سمجھنے وغیرہ میں مُبْتَلا ہو جانا، ہاں عُلَمَاء نے اس بات کی وضاحت فرمائی کہ دل میں کسی گُناہ کے بارے میں صرف سوچنے پر پکڑ نہ ہو گی جبکہ اس کے کرنے کا پکا اِرادہ نہ رکھتا ہو۔ (تفسیر روح المعانی، ۹۷/۱۵)

حکیمُ الاُمَّت حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: دل کے بُرے اِراد

ے یا بُرے عَقیدوں پر پکڑ ہو گی، ہاں دل کے وَسوسے جو بے اِختیار دل میں آجاویں وہ مُعاف ہیں۔ مزید فرماتے ہیں: ان ظاہری باطِنی اَعْضاء کے مُتعلِّق قِیامت میں سُوال ہو گا کہ تم نے ان سے ناجائز کام تو نہیں کئے؟ اس لئے ان سے جائز کام ہی کرو، یہ سُوالات رَبّ (کریم) کے عِلْم کے لئے نہیں، بلکہ مُجْرِم سے اِقْرارِ جُرم کرانے کو ہوں گے۔ (تفسیر نورالعرفان مع ترجمہ کنزالایمان، ص ۴۵۵)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ہر چیز میں کوئی نہ کوئی مقصد پایا جاتا ہے، ہمارے پہننے کے کپڑے ہوں، لکھنے کے لیے قلم ہو، رہنے کے لیے گھر ہوں، ہاتھ میں باندھی ہوئی گھڑی ہو، تیز رفتار بائیک ہو یا ہوا میں اُڑتے ہوئے جہاز، سب کا کچھ نہ کچھ مقصد ہے، اور ہر ایک چیز اپنے مقصد کو پورا کرنے کا سبب بن رہی ہے، ذرا سوچئے! جب کائنات کی ہر چیز اپنے اندر کوئی نہ کوئی مقصد رکھتی ہے تو کیا انسان بے مقصد پیدا کیا گیا ہے؟ کیا انسان کی پیدائش (Birth) بغیر کسی مقصد کے ہے؟ نہیں! ہر گز نہیں! انسان کو اس دنیا میں بیکار نہیں پیدا کیا گیا، چنانچہ پارہ 18 سُوْرَۃُ الْمُؤْمِنُوْن کی آیت نمبر 115 میں ارشاد ہوتا ہے:

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ(۱۱۵)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تو کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے تمہیں بیکار بنایا اور تم ہماری طرف لوٹائے نہیں جاؤ گے؟ (پ۱۸، المؤمنون: ۱۱۵)

اے عاشقانِ رسول! غور کیجئے! قرآنِ پاک کی اس آیتِ کریمہ سے معلوم ہو رہا

ہے کہ کوئی خاص مقصد ہے جس کے لیے انسان کو پیدا کیا گیا ہے، اس مقصد کی رہنمائی کرتے ہوئے پارہ 27، سُوْرَۃُ الذّٰرِیٰت کی آیت نمبر 56 میں اِرْشاد ہوتا ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ﴿۵۶﴾ (پ۲۷، الذّٰرِیٰت:۵۶)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور میں نے جِنّ اور آدمی اسی لئے بنائے کہ میری عبادت کریں۔

بیان کردہ آیتِ کریمہ سے معلوم ہوا! انسانوں اور جِنّوں کو بیکار پیدا نہیں کیا گیا بلکہ ان کی پیدائش کا اصل مقصد یہ ہے کہ وہ اللہ پاک کی عبادت کریں۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

دنیا کا امتحان اور آخرت کا امتحان

اے عاشقانِ رسول! اس میں کوئی شک نہیں کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے، دنیا میں کیا جانے والا ہر عمل آخرت کے لیے بہت اہمیت رکھتا ہے، آخرت کو بہتر کرنے کے لیے بہت ضروری ہے کہ اچھے اَعمال کئے جائیں۔ اپنے اصل مقصد یعنی عبادتِ الٰہی کو جب پیشِ نظر رکھا جائے تو آخرت کو بہتر بنانا بہت آسان ہو جاتا ہے۔ ذرا غور کیجئے! مَدارِس، جامعات اور اسکولز و کالجز کے جب امتحان ہوتے ہیں تو دیکھا جاتا ہے کہ طلبہ (Students) امتحانات میں کامیابی کے لئے بے حد کوششیں کرتے ہیں، نہ کھانا یاد رہتا ہے اور نہ ہی پینے کا ہوش رہتا ہے، ہر وہ سوال جس کا ہلکا سا بھی امکان ہو کہ وہ پیپر میں آسکتا ہے اس کی بطور خاص تیاری کی جاتی ہے، ان کی بس ایک ہی دُھن ہوتی ہے کہ امتحان کی تیاری کرنی ہے اور پوزیشن حاصل کرنی ہے، اس تمام ماحول میں والدین کی اپنے بچوں کو بھرپور سپورٹ حاصل ہوتی ہے کیونکہ انہیں معلوم ہوتا ہے کہ بیٹا امتحان میں کامیاب

ہو گا تو آگے چل کر یہ عظیم انسان بنے گا، خاندان بھر میں اس کا اور ہمارا نام اُونچا ہو گا، خوب مال و دولت کما کر لائے گا، مستقبل بہتر ہو جائے گا، ذرا سوچئے! جب دنیا کی خاطر ہم اور ہماری اولاد اتنی مگن ہو جاتی ہے، تو آخرت کے امتحان کے لیے تو دنیا کے امتحان سے زیادہ محنت کرنی چاہیے، سوچئے! کیا کبھی آخرت کے امتحان کا بھی سوچا ہے، کیا کبھی آخرت کے امتحان کی تیاری کی بھی فکر ہوئی ہے، کیا کبھی آخرت کے امتحان کی کامیابی کے لیے بھی ہم بے چین ہوئے ہیں۔ اللہ پاک ہمیں خوب خوب فکرِ آخرت کرنے کی سعادت عطا فرمائے۔ اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

انوکھی ندامت!

پیارے اسلامی بھائیو! یاد رکھئے! غفلت جہاں بہت سی پریشانیوں اور مصیبتوں کو لاتی ہے وہیں یہ غفلت کی بیماری انسان کو فکرِ آخرت سے بھی بہت دور کر دیتی ہے، غفلت میں گزاری ہوئی زندگی انسان کو تباہ کر ڈالتی ہے ہمارے بزرگانِ دِین رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کا یہ ذہن ہوتا تھا کہ ان کا کوئی بھی لمحہ غفلت میں نہ گزرے بلکہ ہر ہر پل نیکیوں اور اللہ پاک کی رضا والے کاموں میں گزرے اور یہ حضرات اچھی زندگی گزار کر اور نیک اعمال کر کے بھی اس بات سے خوف زدہ رہتے تھے کہ کہیں ان کا یہ عمل غفلت کی نذر نہ ہو گیا ہو، جیسا کہ

حضرت امام محمد غزالی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت شیخ ابو علی دقاق رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ

فرماتے ہیں: میں ایک بزرگ کی عیادت کے لئے حاضر ہوا، میں نے اُن کے آس پاس اُن کے شاگردوں کو بیٹھے ہوئے دیکھا، وہ بزرگ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ رو رہے تھے، میں نے عرض کی، یا شیخ! کیا آپ دنیا (چھوٹنے) پر رو رہے ہیں؟ فرمایا، نہیں بلکہ نمازیں قضا ہونے پر رو رہا ہوں میں نے کہا: آپ تو عبادت کرنے والے شخص تھے پھر نمازیں کس طرح قضا ہوئیں؟ انہوں نے فرمایا: میں نے ہر سجدہ غفلت میں کیا اور ہر سجدے سے غفلت میں سر اُٹھایا اور اب غفلت کی حالت میں مر رہا ہوں۔ (مکاشفۃ القلوب، ص ۲۲)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

محض دعویٰ بے کار ہے!

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! آپ نے سنا کہ اللہ پاک کے نیک بندے ہر لمحہ یادِ الٰہی میں گزارنے اور ہر گھڑی فکرِ آخرت میں مشغول رہنے کے باوجود بھی اپنی عبادت کو کسی خاطر میں نہ لاتے بلکہ اللہ کریم کی بے نیازی سے ڈرتے ہوئے گریہ وزاری کرتے ہیں، مگر آہ! غفلت کے ماروں کا حال یہ ہے اول تو نیکیاں کرتے نہیں اور اگر کوئی نیک کام کر لیا تو جب تک چار آدمیوں کے سامنے اپنی نیکیوں کا اعلان نہ کر لیں انہیں چین نہیں آتا، اللہ کریم کے نیک بندے گناہوں سے محفوظ ہونے کے باوجود ہر وَقْت اس کے خوف سے تھر تھراتے اور آنسو بہاتے ہیں مگر غفلت کے مارے لوگ دن رات بے دھڑک گناہوں میں مشغول رہنے کے باوجود بھی ذرا نہیں ڈرتے اور باتیں ایسی کرتے ہیں کہ جیسے ان سے زیادہ نیک کوئی ہے ہی نہیں۔ ایسوں کو غفلت سے جھنجھوڑنے کیلئے حضرت شقیق بلخی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: لوگ تین (3) باتیں صرف زبانی کرتے ہیں مگر عمل اس کے خلاف کرتے ہیں: (1) کہتے ہیں:

ہم اللہ پاک کے بندے ہیں لیکن کام غلاموں جیسے نہیں بلکہ آزادوں کی طرح اپنی مرضی کے کرتے ہیں۔(2) کہتے ہیں: اللہ پاک ہی ہمیں رزق دیتا ہے لیکن ان کے دل دنیا اور سامانِ دنیا جمع کئے بغیر مطمئن نہیں ہوتے اور یہ ان کے اقرار کے سراسر خلاف ہے۔(3) کہتے ہیں: آخر ہمیں مرنا ہے مگر کام ایسے کرتے ہیں جیسے انہیں کبھی مرنا ہی نہیں۔(مکاشفۃ القلوب، ص۴۵، ملخصا)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! آج واقعی ہماری حالت یہ ہوتی جارہی ہے کہ ہم دنیا کمانے کیلئے تو بہت کوششیں کرتے ہیں، مگر فکرِ آخرت سے غافل رہتے ہیں، دن رات مالدار بننے کے سنہرے خواب تو دیکھتے ہیں، عمدہ گاڑیوں میں گھومنے، نئے نئے فیشن اپناتے ہیں مگر ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ ایک دن ہمیں مرنا بھی پڑے گا اور اس ہنستی بستی دنیا کو چھوڑ کر خالی ہاتھ یہاں سے جانا ہو گا۔ ہم میں سے کس کو معلوم ہے کہ ہماری موت کب آئے گی؟ یہ رات ہماری زِندگی کی آخری رات تو نہیں؟، ہمارے پاس تو اس کی بھی گارنٹی نہیں کہ ایک کے بعد دوسرا سانس بھی لے پائیں گے یا نہیں؟ ممکن ہے جو سانس ہم لے رہے ہیں وہی آخری ہو دوسرا سانس لینے کی نوبت ہی نہ آئے۔ آئے دن یہ خبریں ہمیں سُننے کو ملتی ہیں کہ فُلاں شخص بالکل ٹھیک ٹھاک تھا، اسے بظاہر کوئی بڑی بیماری بھی نہیں تھی، لیکن اچانک ہارٹ فیل ہوا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے اچانک موت کا شکار ہو کر اندھیری قبر میں جا پہنچا۔ آیئے! اپنے آپ کو غفلت سے جگانے کیلئے 2 سبق آموز واقعات سنئے اور گناہوں سے توبہ کرکے آخرت کی تیاری میں مشغول ہو جایئے، چنانچہ

(1) سیلاب میں غرق ہو گیا

منقول ہے: ایک شخص نے سیلاب (Flood) آنے کی جگہ اپنا گھر بنا رکھا تھا۔ جب اس سے کہا گیا کہ یہ بہت خطرناک جگہ ہے یہاں سے ہٹ جاؤ۔ تو اس نے کہا: مجھے معلوم ہے کہ یہ جگہ خطرناک ہے لیکن اس کی خُوبصورتی نے مجھے تَعَجُّب میں ڈال دیا ہے۔ اس سے کہا گیا: تمام رونقیں اور خُوبصورتیاں زندگی کے ساتھ ہیں، لہٰذا اپنی جان کی حفاظت کر، اپنے آپ کو خطرے میں نہ ڈال۔ اُس نے کہا: میں یہ جگہ ہرگز نہیں چھوڑوں گا۔ پھر ایک رات نیند کی حالت میں اسے سیلاب نے آلیا، یوں وہ سیلاب میں غرق ہو کر موت کے گھاٹ اُتر گیا۔ (عیون الحکایات، ص ۴۴۶ ملخصاً)

(2) شادی کے ارمان خاک میں مل گئے

فیصل آباد کے میڈیکل کالج کا ایک ذہین ترین طالبِ علم اپنے دوست کے ہمراہ پکنک منانے چلا۔ پکنک پوائنٹ پر پہنچ کر اُس کا دوست ندی میں تیرنے کیلئے اُترا مگر ڈوبنے لگا، مستقبل کے ڈاکٹر نے اُس کو بچانے کی غرض سے جذبات میں آکر پانی میں چھلانگ لگادی، اب وہ تیرنا تو جانتا نہیں تھا لہٰذا خود بھی پھنس گیا۔ قسمت کی بات کہ اُس کا دوست تو جیسے تیسے کر کے نکلنے میں کامیاب ہو گیا مگر آہ! مستقبل کا ڈاکٹر بے چارہ ڈوب کر موت کے گھاٹ اُتر گیا۔ کہرام مچ گیا، ماں باپ کے بڑھاپے کا سہارا پانی کی موجوں کی نذر ہو گیا، ماں باپ کے سہانے سپنے پورے نہ ہو سکے اور وہ بے چارہ ذہین طالبِ علم (Student) M. B. B. S کے فائنل امتحان کا رِزَلٹ ہاتھ میں آنے سے پہلے ہی قبر میں جا پہنچا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!   صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! غفلت کی نیند سے بیدار ہو جائیے، فکرِ آخرت پیدا کیجئے اور مرنے سے پہلے پہلے موت کی تیاری کر لیجئے۔ اگر ہم فکرِ آخرت سے غافل رہتے ہوئے یونہی دنیا کی رونقوں میں بدمست رہے اور اچانک کسی خطرناک بیماری یا حادثے کا شکار ہو جائیں یا اچانک ہی ہماری سانسیں رُک گئیں اور ہم موت کے گھاٹ اُتر گئے تو پھر سوائے پچھتانے کے کچھ ہاتھ نہیں آئے گا، اپنے دل و دماغ سے یہ خوش فہمی نکال دیجئے کہ ابھی تو میری عمر ہی کیا ہے، اچھا بھلا صحت مند انسان ہوں، ابھی تو لمبی زندگی پڑی ہے، بڑھاپے میں نیکیاں کر لوں گا۔ یاد رکھئے! موت صرف بڑھاپے یا بیماری میں ہی نہیں آتی بلکہ اچھے بھلے صحت مند ہنستے کھیلتے نوجوان بھی اچانک موت کا شکار ہو کر اندھیری قبر میں چلے جاتے ہیں۔ اس دنیا کی حیثیت ایک راستے کی طرح ہے، جسے طے کرنے کے بعد ہی ہم منزل تک پہنچ سکتے ہیں، اب وہ منزل جنّت ہو گی یا دوزخ! اِس کا دارومدار اس بات پر ہے کہ ہم نے یہ سفر کس طرح طے کیا! اللہ پاک اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے فرمانبردار بن کر یا نافرمان بن کر؟ افسوس ہے اُس پر جو دنیا کی رنگینیاں دیکھنے کے باوُجود بھی اس کے دھوکے میں مُبْتَلا رہے اور موت سے بالکل غافِل ہو جائے۔ یاد رکھئے! جو شخص دُنیوی نعمتوں سے دل لگاتا ہے وہ اپنی آخرت کے بارے میں غفلت کا شِکار ہو جاتا ہے، غفلت بندے کو گناہوں پر بہادر کر دیتی ہے، غفلت بندے کو نیکیوں سے دُور کر دیتی ہے، غفلت ربِّ کریم کی ناراضی کا سبب بنتی ہے، اللہ پاک نے ہمیں دنیا میں بے شمار نعمتیں عطا فرمائی ہیں، اچھی تجارت و ملازمت اللہ پاک کی نعمت ہے، عالیشان مکان اور اس میں ڈھیروں

سہولیات نعمت ہیں، بہترین سُواری بھی عظیم نعمت ہے، ماں باپ کیلئے اولاد بھی نعمت ہے، مگر یاد رکھئے! کسی بھی دنیاوی نعمت میں ضرورت سے زیادہ مشغولیت غفلت اور نُقصان کا سبب ہے، جیساکہ

پارہ 28 سُوْرَۃُ الْمُنٰفِقُوْن کی آیت نمبر 9 میں ارشادِ باری ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَ لَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِۚ وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ(۹)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اے ایمان والو! تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کردیں اور جو ایسا کرے گا تو وہی لوگ نقصان اُٹھانے والے ہیں۔

بیان کردہ آیتِ مبارکہ میں ایمان والوں کو نصیحت کی جارہی ہے کہ اے ایمان والو! منافقوں کی طرح تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ پاک کے ذکر سے غافل نہ کردے اور جو ایسا کرے گا کہ دنیا میں مشغول ہو کر دین کو بُھلادے گا، مال کی مَحبَّت میں اپنے حال کی پروا نہ کرے گا اور اولاد کی خوشی کیلئے آخرت کی راحت سے غافل رہے گا تو ایسے لوگ ہی نقصان اُٹھانے والے ہیں کیونکہ اُنہوں نے ایک دن ختم ہو جانے والی دنیا کے پیچھے آخرت کے گھر کی باقی رہنے والی نعمتوں کی پروا نہ کی۔

(تفسیر خازن، المنافقون، تحت الآیۃ: ۹، ۴/۲۷۴، مدارک، المنافقون، تحت الآیۃ: ۹، ص۱۲۴۵ ملتقطاً)

افسوس! صد افسوس! آج مسلمانوں کی عملی حالت بُری ہوتی جارہی ہے۔ مال حاصل کرنے کی خاطِر لوگ مختلِف مَمالِک کا سفر تو کرتے ہیں مگر چند قدموں کے فاصلے پر مسجِد کی حاضِری سے کتراتے ہیں، اپنے مکانات کی ڈیکوریشن (Decoration) پر پانی کی طرح پیسہ تو

بہاتے ہیں مگر راہِ خدا میں خَرچ کرنے سے جی چُراتے ہیں حتّٰی کہ بعض لوگ فرض ہونے کے باوجود زکوۃ کی ادائیگی بھی نہیں کرتے، دولت میں اِضافے کیلئے مختلف طریقے تو اپنائے جاتے ہیں مگر نیکیوں میں اضافے کے معاملے میں سُستی سے کام لیتے ہیں۔ یاد رکھئے! ابھی وَقْت ہے غفلت سے جاگ کر فوراً توبہ کر لیجئے، کہیں ایسا نہ ہو کہ موت اچانک روشنیوں سے جگمگاتے کمرے میں نرم بستر سے اُٹھا کر کیڑے مکوڑوں سے بھری اندھیری قبر میں سُلا دے اور پھر چِلاتے رَہ جائیں کہ اے مالک! مجھے دوبارہ دنیامیں بھیج دے، وہاں جاکر تیری خوب عبادت کروں گا، اپنا سارا مال تیری راہ میں لُٹادوں گا، پانچوں نمازیں جماعت سے مسجِد کی پہلی صَف میں تکبیرِ اُولیٰ کے ساتھ اَدا کروں گا وغیرہ۔ مگر اس وَقْت کی چیخ وپکار اسے کوئی فائدہ نہ دے گی۔ لہٰذا عقلمندی اسی میں ہے کہ اپنی زندگی شریعت کے مطابق گزاریں، ہر چھوٹے بڑے گناہ سے خود بھی بچیں گے اور دوسروں کو بھی بچاتے رہیں، خود بھی نیکیاں کریں اور دوسروں کو بھی نیکیوں کی ترغیب دلاتے رہیں، فکرِ آخرت کا جذبہ بڑھانے کے لئے عاشقانِ رسول کی دینی تحریک دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول سے وابستہ رہ کر ذیلی حلقے کے 12 دینی کاموں میں حصہ لیتے رہیں اور اپنے علاقے میں ان دینی کاموں کی دھومیں مچاتے رہیں۔

سمجھدار کون ۔۔۔؟؟؟

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! یقیناً عقل مند وہی ہے جو موت سے پہلے موت کی تیاری کرلے، سعادت مند وہی ہے جو سفر آخرت کا مسافر بننے سے پہلے ہی وہاں کام آنے والا ضروری سازو سامان اپنے ساتھ لے لے۔ یاد رکھئے دنیوی زندگی بے حد مختصر

ہے۔☆ہماری ہر سانس ہمیں موت کے قریب کر رہی ہے، ☆ہماری ہر سانس ہمیں دُنیوی زندگی کے اختتام کی طرف لے جا رہی ہے، ☆ہماری ہر سانس ہمیں قَبْر کے گڑھے کے قریب کرتی جا رہی ہے۔☆ہماری ہر سانس ہمیں موت کے فرشتے سے ملانے کی طرف لے جا رہی ہے، ☆ہماری ہر سانس ہمیں آخرت کی تیاری کا ذہن دے رہی ہے، ☆ہماری ہر سانس ہمیں راہِ آخرت سے ملانے کا وسیلہ بن رہی ہے۔ جیسے ہی یہ سانسوں کی مالا ٹوٹی ہمارا سلسلۂ عمل بھی رک جائے گا، پھر افسوس کے علاوہ کچھ ہاتھ نہ آئے گا، اتنی بھی مہلت نہ دی جائے گی کہ ایک مرتبہ "سُبْحٰنَ اللہ" کہہ کر اپنی نیکیوں میں ہی اضافہ کرلیں۔ اسی لیے دنیا میں ملی اس زندگی کو غنیمت جانتے ہوئے نیکیاں کما لیجئے اور آخرت کو بہتر سے بہتر بنانے کی کوشش میں لگ جائیے۔

چاند رات کے مَدَنی قافلوں کی ترغیب

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! رَمَضانُ المبارَک کا مہینا اب چند دنوں کا مہمان رہ گیا ہے اور عنقریب ہم سے رخصت ہونے والا ہے۔ پھر اِنْ شَآءَ اللہ عیدِ سعید کی آمد آمد ہوگی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ہر سال اعتکاف کی سعادت پانے والے خوش قسمت اسلامی بھائی اور دیگر عاشقانِ رسول کثیر تعداد میں **"اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش"** کے مقدس جذبے سے سرشار ہو کر چاند رات کو مَدَنی قافلوں کے مسافر بنتے ہیں، لہٰذا آپ بھی ہمّت کیجئے اور چاند رات کو سفر کرنے والے خوش نصیب عاشقانِ رسول کے ساتھ مَدَنی قافلوں کے لئے ابھی سے نِیَّت کرلیجئے، اپنے ذمّہ داران سے رابطہ کیجئے اور مَدَنی قافلے کے لئے اپنا نام لکھوا دیجئے بلکہ ممکن ہو تو ہاتھوں ہاتھ سفری اخراجات بھی جمع

کروادیجئے۔ اللہ کریم ہمیں چاند رات کو مَدَنی قافلے میں سفر کرنے کی سعادت نصیب فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ

فیضانِ مَدَنی قافلہ! جاری رہے گا۔ اِنْ شَآءَ اللہ　　　　فیضانِ مَدَنی قافلہ! جاری رہے گا۔ اِنْ شَآءَ اللہ

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! شبِ قدر کے فضائل اور اس رات میں عبادت کرنے والوں کیلئے انعاماتِ باری بہت زیادہ ہیں، اللہ پاک اس رات اپنے بندوں پر رحمتِ الٰہی کی خوب بارشیں برساتا اور گناہگاروں کی بخشش و مغفرت فرما کر انہیں دوزخ سے رہائی بھی عطا فرماتا ہے، مگر کچھ بد نصیب ایسے بھی ہیں جو اس مقدّس رات میں بھی بخشش و مغفرت سے محروم رہتے ہیں، چنانچہ

فرشتے جھنڈے لے کر اُترتے ہیں

حضرت عبدُ اللہ ابنِ عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُما فرماتے ہیں، حضور نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جب شبِ قدر آتی ہے تو اللہ پاک کے حکم سے حضرت جبرِیل (عَلَیْہِ السَّلَام) ہَرا جھنڈا لئے فرشتوں کی بہت بڑی فوج کے ساتھ زمین پر تشریف لاتے ہیں اور اس جھنڈے کو کعبۂ پاک پر لہرا دیتے ہیں، حضرت جبرِیل (عَلَیْہِ السَّلَام) کے سو (100) بازو ہیں، جن میں سے دو (2) بازو صرف اِسی رات کھولتے ہیں، وہ بازو مشرق و مغرب میں پھیل جاتے ہیں، پھر حضرت جبرِیل (عَلَیْہِ السَّلَام) فرشتوں کو حکم دیتے ہیں کہ جو کوئی مسلمان آج رات قیام (عبادت)، نماز یا اللہ پاک کے ذکر میں مشغول ہے، اُس سے سلام و مصافحہ کرو

اور ان کی دعاؤں پر آمین بھی کہو۔ چُنانچِہ صُبح تک یہی سِلسلہ رہتا ہے، صبح ہونے پر حضرت جبرِیل (عَلَیْہِ السَّلَام) فرشتوں کو واپسی کا حکم دیتے ہیں، فرشتے عرض کرتے ہیں، اے جبرِیل! اللہ پاک کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی اُمَّت کے مومنوں کی حاجات کے بارے میں کیاکِیا؟ حضرت جبرِیل(عَلَیْہِ السَّلَام) فرماتے ہیں: اللہ پاک نے ان لوگوں پر خُصوصی نَظرِ کرم فرمائی اور چار(4) قسم کے لوگوں کے علاوہ تمام لوگوں کو معاف فرمادیا، صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ! وہ چار (4) قسم کے لوگ کون سے ہیں؟ ارشاد فرمایا:(1) شراب کا عادی،(2) والدین کا نافرمان،(3) رشتے داروں سے (بلاوجہِ شرعی) تعلقات توڑنے والا اور (4) اپنے مسلمان بھائی سے بُغض دشمنی رکھنے والا۔ (شعب الایمان، ۳/۳۳۶، حدیث:۳۶۹۵)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! آپ نے سُنا کہ شراب پینے والے، والدین کی نافرمانی کرنے والے، رشتے داروں سے تعلقات توڑنے والے اور آپس میں بلاوجہ دشمنیاں رکھنے والے شبِ قدر کی برکتوں سے محروم رہتے ہیں۔ غور کیجئے! بیان کردہ بُرائیوں میں سے کوئی بُرائی کہیں ہمارے اندر تو موجود نہیں؟ کیا ہم اپنے والدین کا دل تو نہیں دُکھاتے؟ یا کسی رشتے دار مثلاً پھوپھی، بھائی، بہن، چچا، تایا، خالو یا ماموں وغیرہ سے بلا وجہِ شرعی اَن بَن تو نہیں چل رہی؟، کیا ہمارے سینے میں کسی مسلمان کیلئے دشمنی تو نہیں چُھپی ہوئی؟ معاذَ اللہ اگر کوئی ان گناہوں میں گرفتار ہے تو اسے چاہئے کہ وہ ان گناہوں سے سچی پکی توبہ کرے اور جن کے حقوق ضائع کیے ہیں ان سے معافی مانگنے کی نِیَّت بھی

کرے، ورنہ یاد رکھئے! ان گناہوں کا انجام بڑا بھیانک ہوتا ہے۔

یاد رکھئے! **"شراب پینا"** دِین وایمان، جان ومال اور صحت ومعاشرے کے لئے اِنتہائی تباہ کُن ہے، شراب تمام بُرائیوں کی ماں ہے کیونکہ شراب کے نشے میں انسان بدنگاہی، بدکاری اور مختلف گناہوں میں مُبتَلا ہو کر اپنی دنیا و آخرت برباد کرلیتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّار ٥ اے اللہ پاک مجھے (دوزخ کی) آگ سے نجات عطا فرما!

یَا مُجِیْرُ یَا مُجِیْرُ یَا مُجِیْرُ ٥ اے نجات دینے والے، اے نجات دینے والے، اے نجات دینے والے!

بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْن ٥ اپنی رحمت کے سبب ہم پر رحم فرما، اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے!

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

امامِ وقت، سادہ لباس میں!

منقول ہے: حضرت امام محمد غزالی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه ایک بار مکے شریف میں تشریف فرما تھے۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه ظاہری شان و شوکت سے بے نیاز تھے، اس لئے آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نہایت سادہ اور معمولی قسم کا لباس پہنے ہوئے تھے۔ حضرت عبدُ الرّحمٰن طُوسی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے عرض کی: آپ کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی کپڑا نہیں ہے۔ آپ وَقْت کے امام اور قوم کے رہنما ہیں، ہزاروں لوگ آپ کے مرید ہیں۔ حضرت امام غزالی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے جواب دیا: ایسے شخص کا لباس کیا دیکھتے ہو جو اس دنیا میں ایک مسافر کی طرح رہتا ہو اور جو اس کائنات کی رنگینوں کو عارضی اور وقتی تصور کرتا ہے۔ جب کائنات کے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم اس دنیا میں مسافر کی طرح رہے اور کچھ مال جمع نہ کیا تو میری کیا حیثیت

اور حقیقت ہے۔(احیاء العلوم، ۱/۱۹ملخصًا)

تو اے عاشقانِ رسول! یہ سب خوبیاں آپ کو عاشقانِ رسول کی دینی تحریک دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول سے وابستہ عاشقانِ رسول میں جگمگ جگمگ کرتی دکھائی دیں گی، لہٰذا آپ بھی دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول سے وابستہ عاشقانِ رسول کی صحبت کی برکتوں کو لُوٹنے والوں میں شامل ہو جائیے۔

اللہ پاک ہمیں دین و دنیا کی بھلائیاں عطا فرمائے۔ اور ہماری بے حساب بخشش و مغفرت فرمائے۔ آمین